



# مسئلہ حیات النبی

کے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ



حکیم (الاسلام) حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۳ھ



- ① شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۶۲ء
- ② شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۰ھ
- ③ شیخ الحدیث والتفسیر قاضی شمس الدین رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۱۰ھ
- ④ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۹۱ھ

یہ فیصلہ سہ ماہیۃ القرآن 62ء ہفت روزہ خدام الدین 62ء اور خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر 7 سے نقل کیا گیا ہے۔ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے اجلاس میں علماء کرام نے اس کی تائید کی



ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک

فون نمبر 2313181 057-2310423



حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے

## فیصلہ کا متن

عامۃ المسلمین کو فتنہ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ اگر مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کے سلسلے میں ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا۔ ضرورت پڑنے پر اس کو عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے تفصیلات پر زور نہ دیا جائے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ یعنی (قبر مبارک) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اس حیات کی وجہ سے روزہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# مسئلہ حیات النبی

کے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ

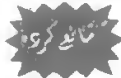


حکیم (الاسلام) حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ (الذہ المتوفی ۱۴۰۳ھ)

مستحفظ

- ۱ شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد رحمہ (الذہ المتوفی ۱۹۶۲ع)
- ۲ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ (الذہ المتوفی ۱۴۰۰ھ)
- ۳ شیخ الحدیث والفسیر قاضی شمس الدین رحمہ (الذہ المتوفی ۱۴۱۰ھ)
- ۴ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ (الذہ المتوفی ۱۳۹۱ھ)

یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن 62ء ہفت روزہ خدام الدین 62ء  
اور خطبہت حکیم الاسلام جلد نمبر 7 سے نقل کیا گیا ہے  
جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے اجلاس میں علماء کرام نے اس کی تائید کی۔



امامہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حمزہ آباد

فون نمبر 2310423 - 057 2313181

حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ کی تائید

۶۲ء میں اس مسئلہ کے فریقین نے اس قدر مشترک پر اتفاق فرمایا جس کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نقل کی گئی ہے۔

علماء کرام نے طویل مشاورت کے بعد اس نزاع کی طوالت کو ختم کرنے کیلئے اسی کی تائید میں عافیت اور جماعت دیوبند کے اختلاف سے بچنے کی نجات سمجھی۔

بحث و تحقیص میں علماء کرام جانتے ہیں کہ اب کون ہے جو ثا لثی کرے؟ اور کون ہے جو کسی معمولی سے مسئلہ کو بھی حل فرمائے؟

ہم زبردستی سمجھتے ہیں کہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس مسئلہ میں فیصلہ فرمایا۔ اور جسے اکابر اشاعت التوحید والسنتہ نے بھی قبول فرمایا اسکی تائید و تقلید میں تمام تحقیقات ہم قربان کرتے ہیں۔

آج دنیا میں تمام کفار اتحاد کر رہے۔ یہودیت و نصرانیت کا اتحاد ہو رہا ہے۔ عیسائی فرقے کی تھوکر پروٹیسٹنٹ آپس میں صلح کر رہے ہیں۔ علماء حق سے بھی التجاء ہے کہ وہ اس فیصلہ کو قبول فرمائیں

-----مولانا عبدالسلام-----

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حفزو، اٹک۔

مرقبہ

مولانا عبد السلام صاحب خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن جعفریہ

## فصل ثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب - شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امتیاز صاحب

تَعَاوُن

مولانا قاری چمن محمد صاحب۔ مولانا محمد جان صاحب۔

مولانا محمد رضوان صاحب۔ حافظ محمد طاہر صاحب

حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ کی تائید

۶۲ء میں اس مسئلہ کے فریقین نے اس قدر مشترک پر اتفاق فرمایا جس کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نقل کی گئی ہے۔

علماء کرام نے طویل مشاورت کے بعد اس نزاع کی طوالت کو ختم کرنے کیلئے اسی کی تائید میں عافیت اور جماعت دیوبند کے اختلاف سے بچنے کی نجات سمجھی۔

بحث و تحقیص میں علماء کرام جانتے ہیں کہ اب کون ہے جو ثا لثی کرے؟ اور کون ہے جو کسی معمولی سے مسئلہ کو بھی حل فرمائے؟

ہم زبردستی سمجھتے ہیں کہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس مسئلہ میں فیصلہ فرمایا۔ اور جسے اکابر اشاعت التوحید والسنۃ نے بھی قبول فرمایا اسکی تائید و تقلید میں تمام تحقیقات ہم قربان کرتے ہیں۔

آج دنیا میں تمام کفار اتحاد کر رہے۔ یہودیت و نصرانیت کا اتحاد ہو رہا ہے۔ عیسائی فرقے کی تھوکر پروٹیسٹنٹ آپس میں صلح کر رہے ہیں۔ علماء حق سے بھی التجاء ہے کہ وہ اس فیصلہ کو قبول فرمائیں

-----مولانا عبدالسلام-----

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حفزو، اٹک۔

موقفہ

مولانا عبد السلام صاحب خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن جعفریہ

## فصل ثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب - شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امتیاز صاحب

تَعَاوُن

مولانا قاری جہن محمد صاحب۔ مولانا محمد جان صاحب۔

مولانا محمد رضوان صاحب۔ حافظ محمد طاہر صاحب

## مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق چار سہالہ نزاع کا خاتمہ

فخر الاماثل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ”مہتمم دارالعلوم دیوبند الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ انکی ارواح کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیاوی زندگی میں قائم تھا وہ عبادت میں مشغول ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں وغیرہ

علماء دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے۔ اور اس بارے میں انکے سوچنے کا طرز بھی متواتر رہا ہے۔ حتیٰ کہ جب بریلوی حلقوں نے ان پر الزام لگایا کہ وہ برزخ میں حیات نبی ﷺ کے منکر ہیں اور اس افتراء سے علماء حریمین شریفین کو ان سے بدظن بنا کر اور دھوکا دے کر انکے خلاف فتویٰ بھی حاصل کر لیا گیا لیکن جب علماء حریمین پر اس دھوکا دہی کی حقیقت کھلی اور انھوں نے اس قسم کے تمام مسائل کے بارے میں از خود ایک مفصل استفتاء مرتب کر کے علماء دیوبند سے جواب مانگا جس میں حیاۃ انبیاء علیہم السلام کا سوال بھی شامل تھا تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری نے ایک مفصل جوابی فتویٰ بنام المہند علی المفند مرتب فرما کر علماء حریمین

کے پاس ارسال فرمایا جس سے مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ، حیاۃ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں علماء دیوبند کا نقطہ نظر غیر مشتبہ اور واضح الفاظ میں تحریر فرمایا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور برزخ میں ان کی یہ حیات حیاۃ دینوی ہے نیز اسی ذیل میں اس نقطہ نظر کو مزید واضح اور مضبوط کرنے کے لیے انھوں نے بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے رسالہ آب حیات کا بھی حوالہ دیا ہے جو اس موضوع پر ایک مستقل اور پُر از حقائق کتاب ہے جس کا مقصد اس مسئلہ کی ایک مستحکم تائید کے علاوہ یہ بھی تھا کہ علماء دیوبند (عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ) انہیں ان کے اسلاف سے بطور توارث کے ملا ہے۔ کوئی انفرادی رائے یا وقتی ہنگامی فتویٰ نہیں ہے جو حوادث کے پیش آنے سے اتفاقاً سامنے آ گیا ہے۔ پھر اس مسئلے اور اس کے بارے میں حضرت نانوتویؒ کے رسالے کے حوالہ کی تائید میں اس وقت کے تمام اکابر علماء دیوبند کے توثیقی دستخط بھی اس میں ثبت کرائے جس سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ مسئلہ حیاۃ کے بارے میں یہ مذکور عقیدہ صرف انکے اسلاف ہی کا نہیں بلکہ خلف بھی اس کے قائل ہیں جس طرح سلف قائل تھے اور اسی طرح یہ مسئلہ (اثبات حیاۃ النبی ﷺ) بطور مذکور سلف سے لے کر خلف تک یکسانی کیساتھ مسلمہ اور متفق علیہ رہا ہے اور تمام علماء دیوبند کا یہ اجماعی مسلک ہے جس سے کوئی فرد منحرف نہیں ہے بحث و اتفاق سے وقت کے بعض فضلاء دیوبند نے اس مسئلے کی تفصیلات میں کچھ اختلاف فرمایا جس کا ظہور تین چار سال سے ہوا نفس اختلاف رائے مضر نہ ہوتا لیکن سوئے اتفاق سے یہ اختلاف اسٹیج پر آ گیا۔ اور اس میں رد و قدح کی صورتیں پیدا ہونے لگیں عوام کو بھی اس سے دلچسپی پیدا ہو گئی اور آخر کار اس مسئلے کی

بحث علماء کی بحث سے گزر کر عوام میں انکے رنگ سے پھیل گئی جس سے قدرتاً اس اختلاف نے نزاع و جدال کی باہمی صورت اختیار کر لی گروہ بندی شروع ہو گئی اور یہ بحث آخر کار ایک جماعتی فتنہ کی صورت میں آگئی جس سے مسئلہ تو ایک طرف رہ گیا اور فساد آگیا اور خود جماعت دیوبند نے تفریق و تفرق اور تخریب کے آثار نمایاں ہونے لگے جانبین سے رسالے لکھے گئے اخباری بحثیں چھڑ گئیں جس سے جماعت کی اجتماعی قوت کو نقصان پہنچا یہ صورت حال دیکھ کر اور اخبارات و رسائل سے ان مناقشات کی خبریں معلوم کر کے دل زخمی ہوتا رہا۔ اور جوں جوں یہ فتنہ بڑھتا گیا دوں دوں دل کا غم بھی ترقی کرتا گیا۔ دلی آرزو تھی کہ کسی طرح فتنہ و جدال کی یہ صورت ختم ہو جائے حسن اتفاق سے ۱۲۶ اپریل ۱۹۶۴ کو احقر کو پاکستان حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اور اس ماہ میں زمانہ قیام لاہور جناب مولانا غلام اللہ خان صاحب اور محترم مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری احقر سے ملاقات کے لیے قیام گاہ پر تشریف لائے دوران ملاقات احقر نے اس نزاع و جدال کا شکوہ کرتے ہوئے اس صورت حال کے مضر اثرات کی طرف توجہ دلائی اور عرض کیا کہ یہ صورت بہر کیف ختم ہونی چاہیے۔

جبکہ یہ مسئلہ کوئی اساسی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ایک مستقل موضوع کی حیثیت سے اسٹیج پر لایا جائے اور اس کی وجہ سے تفریق و تخریب کے ان مضر اثرات کو نظر انداز کیا جاتا رہے کیا ہی اچھا ہو کہ یہ مسئلہ یا تو اسٹیج پر آئے ہی نہیں اور اگر آ بھی جائے تو اس کا عنوان نزاعی نہ رہے۔

اس پر دونوں بزرگوں نے نہایت مخلصانہ اور درد انگیز لہجہ میں کہا کہ ہم خود بھی اس صورت حال سے دل گرفتہ ہیں اور دل تنگی محسوس کرتے ہیں۔ کاش



آپ (احقر) ہی درمیان میں پڑ کر اس نزاع کو ختم کرادیں اور ہم سمجھتے ہیں آپ کے  
 سوا یہ قصہ کسی دوسرے کہ بس کی بات نہیں۔ اس بارے میں آپ کی تحریرات نہایت  
 معقول انداز سے سامنے آئی ہیں جنکو دونوں فریقوں نے احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے  
 ۔ اب بھی اس بارے میں آپ کی مساعی احترام و قبول کی نگاہ سے دیکھی جائے گی  
 ۔ احقر کو ان مخلصانہ جملوں سے نزاع کے ختم ہونے کی کافی توقع پیدا ہو گئی اور ارادہ  
 کر لیا کہ فریقین کے ذمہ دار حضرات سے مل کر کوئی مفاہمت کی صورت پیدا کی جائے  
 ۔ چنانچہ جواب میں یہی عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب دام مجدہ  
 شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان سے مل کر اس سلسلہ میں کوئی رائے قائم کروں گا۔  
 کراچی پہنچ کر احقر نے اس سلسلہ میں مولانا غلام اللہ خان صاحب سے مراسلت  
 شروع کی تاکہ معاملہ کے ابتدائی مبادی طے ہو سکیں۔ ظاہر ہے کسی دینی مسئلے میں  
 مفاہمت کے معنی خلاف دیانت رائے تبدیل کر دینے یا مسئلے کو کم و بیش کر کے کسی  
 اجتماعی نقطے پر آ جانے کے تو ہی نہیں ہو سکتے۔ اسلیے طریق مفاہمت اور فریقین کے  
 درمیان نقطہ اجتماع ذہن میں یہ آیا کہ اولاً یہ مسئلہ عوام میں لایا ہی نہ جائے اور اگر  
 بیان مسئلہ کی نوبت آئے تو اس کا قدر مشترک کر کے اس کی تفصیلات اور اخلاقی  
 خصوصیات پر زور نہ دیا جائے۔ بلکہ عوام کو ان کی گہری خصوصیات میں پڑھنے سے روکا  
 جائے۔ تو کم از کم عوام میں یہ نزاعی کیفیات ختم ہو جائیں گی۔ جو مضر اثرات پیدا کرتی  
 ہیں۔ پھر اگر علما کی حد تک تفصیلات میں اختلافات باقی رہ جائے جس کا عوام میں  
 کوئی تعلق نہ رکھتا ہو تو گروپ بندی کے مضر اثرات ختم ہو جائیں گے۔ جو فتنہ کی وجہ  
 بنے ہوئے ہیں اس لیے احقر نے قدر مشترک کا ایک عنوان تجویز کر کے مولانا ممدوح

کو لکھا کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے ظاہر فرمائیں تاکہ دوسرے حضرات کی رائے بھی حاصل کی جاسکے۔ اس عریضہ کا جواب جیسا کہ ملتان پہنچ کر مدرسہ خیر المدا میں ملا جس میں مولانا غلام اللہ خان صاحب احقر کے عنوان کو رد کیے بغیر خود بھی ایک عنوان لکھ کر بھیجا اس پر حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور دوسرے معتمد علماء جمع تھے۔ جن کے سامنے احقر نے اپنا منصوبہ اور یہ دو عنوان رکھ کر گفتگو کی۔ طے یہ پایا کہ قیام ملتان کی قلیل مدت اس مسئلے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور بعض ضروری افراد موجود نہیں اس لیے اس مسئلے پر قیام جہلم میں مجلس رکھی جائے اور وہاں ایک مستقل دن اس کام کے لیے فارغ رکھا جائے اور ساتھ ہی احقر نے ملتان ہی سے اپنی تقریروں میں اس منصوبے کے لیے فضا ہموار کرنی شروع کر دی۔ ملتان، جہلم، سرگودھا اور راولپنڈی میں خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں اصلاحی عنوانات اختیار کئے گئے احقر نے اس سلسلے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سرگودھی اور مولانا محمد علی صاحب جالندھری سے جہلم تشریف لے چلنے کے لیے عرض کیا جس کو ان حضرات نے بخوشی دلی منظور فرمالیا۔ مقررہ تاریخ پر یہ سب حضرات جہلم میں جمع ہو گئے اور مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کا قدر مشترک زیر غور آیا۔ طے پایا کہ قدر مشترک کم از کم اتنی تفصیل ضرور لیے ہونا چاہیے جس سے مسئلہ کے تمام گوشوں پر روشنی پڑ سکے۔ عوام بطور عقیدہ کے اسے سمجھ سکیں۔ چنانچہ گفتگو کے بعد ایک جامع تعبیر احقر نے قلم بند کی۔ اور ارادہ کیا کہ راولپنڈی میں ان حضرات مدوحین کی موجودگی میں دوسری جانب کے ذمہ دار

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب، حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب اور حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کو جمع کر کے اس منصوبہ اور مجوزہ عنوان پر گفتگو کی جائے اور اس مسئلے کا آخری طور پر فیصلہ کر دیا جائے۔

چنانچہ 22 جون 1962 یوم جمعہ دونوں جانب کے یہ سب بزرگ احقر کی قیام گاہ (مدرسہ حنفیہ عثمانیہ) میں جمع ہو گئے۔

اس مجلس میں آکر اس معاملے کی اول سے آخر تک ساری روداد بیان کر کے مسئلہ کا وہ منقح قدر مشترک دونوں جانب کے ان ذمہ دار حضرات کے سامنے رکھا۔ گفتگو نہایت مخلصانہ اور دوستانہ ماحول میں ہوئی اور ختم مجلس تک الحمد للہ یہی ماحول قائم رہا نہ اس میں ہار کے جذبات تھے نہ غلبہ و مغلوبیت کے تصورات تھے بلکہ مسئلہ کو سلجھانے اور نمٹانے کے جذبات نمایاں تھے اور آخر نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں حلقوں نے احقر کی پیش کردہ قدر مشترک کے عنوان کو قبول کر لیا اور اس قدر مشترک کی تحریری یادداشت پر جو احقر نے اپنے دستخط سے پیش کی فریقین نے دستخط فرمادئے۔ اس یادداشت کا متن بلفظہ حسب ذیل ہے۔

عامۃ المسلمین کو فتنہ نزاع و جدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ اگر مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ کے سلسلے میں ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا۔

ضرورت پڑنے پر اس کو عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے تفصیلات پر زور نہ دیا

جائے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ میں یعنی (قبر مبارک) بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اس حیات کی وجہ سے روزہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔

اس عبارت کی کافی تفصیل چونکہ قاضی شمس الدین صاحب (برادر خور و مولانا حضرت قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے اس لیے یہ عبارت ان کی مسلمہ ہے۔ بنا بریں اس عبارت پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی عبارت بالا کو ان کا مسلمہ سمجھا جائے چونکہ اس موقع پر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بوجہ علالت راولپنڈی تشریف نہ لاسکے اس لیے احقر کے عرض کرنے پر اور مسودہ پیش کرنے پر مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب نے ان کے بارے میں حسب ذیل تحریر دستخط کر کے بندہ کو عنایت فرمائی جس کا متن بلفظ حسب ذیل ہے۔

ہم (مولانا نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے بھی اس تحریر (مندجہ بالا) پر دستخط کرائیں۔ جس پر ہم نے دستخط کیے ہیں اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو ہم مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کریں گے۔ نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارے میں ان کو مدد نہ دیں گے اس تحریر پر ہر دو دستخط

کنندہ بزرگوں کی حق پرستی اور حق گوئی ظاہر ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے ان بزرگوں کے قوی ترین اور مخلصانہ روابط ہیں۔ مگر اس بارے میں انہوں نے کسی روز رعایت سے کام نہیں لیا جس سے انصاف پسندی اور دین کے بارے میں بے لوثی نمایاں ہے تاہم سید ممدوح صاحب کے بارے میں مجھے اپنی معلومات کی حد تک یہ عرض کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوتی کہ وہ برزخ میں حیات جسمانی کے کلیۃً منکر نہیں ہیں۔ صرف اسکی کیفیت میں کلام کرتے ہیں ایسے ہی وہ حاضرین قبر شریف کے درود و سلام کے سننے کا بھی علی الاطلاق انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے دوام اور ہمہ وقتی ہونے کے قائل نہیں۔ ان کا یہ نا تمام انکار چونکہ ان کی مفہومہ حجت سے ہے اس لیے انھیں اس بارے میں منکر نہیں کہا جائے گا بلکہ مَنُول سمجھا جائے گا اور اگر ان کی یہ تحویل بمقابلہ جمہور اس نا چیز اور دو دستخط کنندہ بزرگانِ ممدوحین کے نزدیک قابل تسلیم نہیں مگر مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے جبکہ ان کا یہ اختلاف حجت سے ہے ان پر زبانِ طعن و ملامت کھولنا یا تشنیع کرنا کسی طرح قرین انصاف و صواب نہیں بالخصوص جبکہ وہ دوسرے مسائل میں با حثیت مجموعی اہل سنت و الجماعت کے حامی اور خادم بھی ہیں۔ اس لیے ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لینا ہی قرین مصلحت اور جانہین کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ ساتھ ہی مجھے اپنے محترم سید صاحب ممدوح سے بھی پوری توقع ہے اور امید رکھنی چاہیے کہ وہ مسئلہ

حیات کی ان تفصیلات میں جمہور اہل سنت والجماعت کے مسلک کا احترام قائم رکھنے کے لیے اپنے کسی مخصوص مفہوم کو خواہ وہ ان کی دانست میں مفہوم اہل سنت والجماعت ہی ہو مگر جمہور علماء کے نزدیک وہ ان کا خصوصی مفہوم شمار کیا جا رہا ہے اور وہ خواہ کتنی ہی دیانت پر مبنی ہو ضروری الاشاعت نہ سمجھتے ہوئے سکوت کو کلام پر ترجیح دیں گے۔

مسئلہ کوئی اساسی یا بنیادی عقائد کا

فرہمیں ہے۔

کہ اس میں روارکھا جائے۔ اس طرح عام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مسائل اور ان میں علماء کے جزوی اختلافات کو مناقشات اور جدال و نزاع کا ذریعہ نہ بنائیں اس قسم کے اختلافات امت کے لیے آسانوں کا ذریعہ بنائے گئے ہیں نہ کہ نزاع اور مناقشات کا اس لیے عملاً و اعتقاداً جمہور سلف و خلف کا دامن تھام کر دوسری جانبوں سے مصالحت اختیار کریں۔

آج امت کے بہت سے اہم اور بنیادی مسائل ہیں جو ان کی ہیئت اجتماعی کے متقاضی ہیں اور یہ جب ہی برقرار رہ سکتی ہے کہ اسے اس قسم کے فروعی اختلاف میں بصورتِ گروہ بندی میں ضائع نہ کیا جائے۔

آخر میں دونوں جانب کے بزرگوں اور بالخصوص فریقین کے نامور اکابرین کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس ناچیز کی گزارشات کو پوری طرح اور التفات خاطر اور سمع قبول کے ساتھ سنا اور ملت کو بہت سے مفاسد اور مہالک سے بچالیا۔ فجز اہم اللہ عنی جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

اس نئی اصلاحی صورت کا سب سے زیادہ شاندار مظاہرہ راولپنڈی کے اس عظیم الشان جلسہ عام میں ہوا۔ جو احقر کی تقریر کے سلسلہ میں مدرسہ حنفیہ عثمانیہ کے زیر اہتمام ایک میدان میں زیرِ صدارت حضرت مولانا خیر محمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان میں منعقد کیا گیا تھا۔ احقر کو منظوم سپاس نامہ دینے کا آغاز ہوا اور احقر کی تقریر شروع ہوئی۔ جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ تقریر کے آخر میں احقر نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اس نزاع کے ختم ہونے کی بشارت تفصیل سے سنائی جس سے عوام میں خوشی کی ایک بے پناہ لہر دوڑ گئی۔ اور ان ہزار انسانوں کے ہجوم نے تہاشا تبریک و تمنیت کے نعرے لگانے شروع کر دیئے جس سے فضا گونج اٹھی۔ ختم تقریر پر ایک طرف مولانا غلام اللہ خان صاحب اور دوسری طرف مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے تقریروں سے اپنے بیان کی توثیق کی۔ اور نہایت فراخ دلانہ اور مخلصانہ لب و لہجہ سے فرمایا کہ ہم نے مہتمم دارالعلوم کے درمیان پڑ جانے سے اس مسئلہ کی نزاعی صورتحال کو ختم کر دیا ہے۔ اور جو چیز ہمیں نامکمل نظر آرہی تھی وہ اس شخصیت (احقر ناکارہ) کے درمیان آجانے سے نہ صرف ممکن ہی بن گئی بلکہ واقع ہو کر سامنے بھی آگئی۔ اور ہم کھلے دل سے اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس مہم کو مہتمم دارالعلوم ہی کی شخصیت انجام دے سکتی تھی۔ جس سے ایک طرف دارالعلوم دیوبند جیسے علمی و مذہبی مرکز کی سربراہی کی نسبت موجود ہے جو ہم سب کا مرکز قلوب ہے۔ اور دوسری طرف بانی دارالعلوم حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی وہ قاسمی نسبت موجود ہے۔ جو پوری قاسمی برادری

کو اس پر متحد کیے ہوئے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے سوا دوسرے سے یہ ہم انجام نہیں پاسکتی تھی۔

بہر حال ہم نے اس نزاع کو ختم کر دیا ہے اور ہم اس بارے میں عوام کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں

ان دو تقریروں کے بعد یہ ہزاروں آدمیوں کا عظیم اجتماع جذبات مسرت سے اہل پڑا اور اس نے مہتمم دارالعلوم زندہ باد، دارالعلوم دیوبند زندہ باد، علماء دیوبند زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ کئی منٹ تک فضا نعروں سے گونجتی رہی۔ اور مجمع میں جذبات مسرت کی ایک عجیب حرکت تھی۔ جس سے مجمع متموج دریا کی طرح متحرک نظر آ رہا تھا۔ اور نعروں میں تقریریں بند ہو گئیں۔ بالآخر جلسہ شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور جو تحریک احقر کے قلم سے کراچی سے شروع ہوئی تھی وہ ملتان، سرگودھا اور جہلم میں اپنے مراحل سے گزرتی ہوئی راولپنڈی میں اختتام تک پہنچی۔

خدائے بزرگ دبرتر کلاکھ لاکھ شکر ہے کہ چار سال کی مکدر فضا صاف ہوئی۔ اور اس کے المناک آثار رو بہ زوال نظر آنے لگے۔

والحمد للہ اولاً و آخراً

حق تعالیٰ اس یگانگت کو پائدار اور برقرار رکھے۔ اور مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین اور ملت کے کاموں کو جزیئات فرعیہ کے مقابلے میں اہم سمجھتے ہوئے اپنی جماعتی قوتوں کو ان پر لگائیں۔



## کاروائی اجلاس بتاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ بمطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء

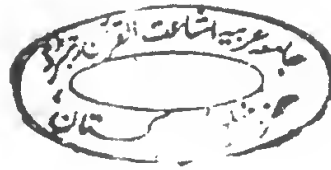
زیر سرپرستی: شیخ الحدیث قاری سعید الرحمن صاحب زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد امتیاز صاحب  
زیر دستخطی: شرکا اجلاس علمائے کرام بعض نے بعد میں دستخط فرمائے۔

فیصلہ ہوا کہ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ میں نزاع کا جو فیصلہ 1962ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا اور اس پر شیخ الحدیث والفسیر مولانا قاضی نور محمد صاحب (المتوفی 1962) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (۱۴۰۰) شیخ الحدیث والفسیر قاضی شمس الدین (۱۴۱۰) مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری (۱۳۹۱) نے دستخط فرمائے۔ یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی 1962ء ہفت روزہ خدام الدین 1962ء میں شائع ہوا اور خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیب جلد ۷ میں چھپا ہوا ہے۔ تمام علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ ہم اس نزاع میں اس فیصلہ کی تائید کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور یہی فیصلہ ہماری اشاعت التوحید والسنۃ کا ہے۔

عبدالسلام

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضور

عبدالمجید



جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضور

# شركاء اجلاس تائيد بابت فيصلہ حكيم الاسلام قاري محمد طيب رحمہ اللہ

(۱۵)

اربع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۱ اپريل ۲۰۰۵ء،  
جامعہ سكرية اشاعت القرآن حضور۔

- (۱) شيخ الحديث مولانا عبد الغنى صاحب دامت فيوضهم جلاله
- (۲) استاذ العلماء، استاذ المكرم حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب عفى عنه شاه ذهير
- (۳) شيخ الحديث مولانا ظهور الحق صاحب مد ظله العالی دامان
- (۴) حضرت مولانا قاري سعيد الرحمن صاحب مد ظله شيخ الحديث جامعہ اسلامية كشميرى روڈ صدر راولپنڈى
- (۵) حضرت مولانا محمد اتياز خان صاحب مد ظله شيخ الحديث لاله رخ واه كينٹ
- (۶) حضرت مولانا رشيد احمد صاحب مد ظله شيخ الحديث مہتمم جامعہ تعليم الاسلام كامپور موسى ضلع انك
- (۷) استاذ العلماء حضرت مولانا اظہار الحق صاحب مد ظله جلاله
- (۸) مولانا سيف الرحمن صاحب مد ظله شيخ الحديث جامعہ تعليم الاسلام كامپور موسى ضلع انك
- (۹) يادگار اسلاف مولانا غلام تحيى صاحب مد ظله نرتوپه
- (۱۰) مولانا فضل واحد صاحب مد ظله شيخ الحديث مہتمم دارالعلوم تعليم القرآن ويسه ضلع انك
- (۱۱) استاذ العلماء مولانا محمد يوسف شاه صاحب مد ظله مدرسہ فيض القرآن ہارون
- (۱۲) مولانا حافظ غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ عليه مہتمم مدرسہ تعليم القرآن غور غشتي
- (۱۳) استاذ العلماء مولانا عبد المتين صاحب مد ظله مہتمم مدرسہ جابر بن عبد اللہ نرتوپه و استاذ حديث
- (۱۴) مولانا صاحبزادہ محمد ابراہيم صاحب مد ظله مدرسہ نصيريه غور غشتي
- (۱۵) حضرت مولانا حفيظ الرحمن صاحب مد ظله استاذ حديث جامعہ تعليم الاسلام كامپور موسى انك
- (۱۶) مولانا محمود الحسن توحيدى صاحب جامعہ توحيدية نرتوپه
- (۱۷) حضرت مولانا ابوالکلام صاحب خطيب مسجد حفيه جديد قبرستان ڈھوک الہي بخش راولپنڈى
- (۱۸) قاري محمد اسماعيل رشيدى صاحب كامپور خطيب مركزى جامع مسجد برنگم انيكلز اسلامى مدارس برطانيه
- (۱۹) مولانا عبد اللہ صاحب استاذ حديث جامعہ تعليم الاسلام كامپور موسى ضلع انك

- (۲۰) مولانا عبدالحق صاحب  
 مہتمم جامعہ قاسمیہ انوار القرآن نرتوپہ  
 مہتمم اظہار العلوم جلالیہ ضلع اٹک  
 مہتمم دارالعلوم معارف القرآن حسن ابدال  
 مہتمم واستاذ القرآن تعلیم القرآن فتح جھنگ  
 تلمیذ شیخ القرآن غور غشتی مقیم انگلینڈ  
 استاذ حدیث جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو
- مدرس -----  
 مدرستہ البنات اٹک  
 مہتمم مدرستہ البنات الکوثر مسجد F، 3 واہ کینٹ  
 خطیب غازی  
 مدرس جامعہ قاسمیہ انوار القرآن نرتوپہ  
 مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو  
 مدرس جامعہ صدیقیہ واہ کینٹ  
 مدرس جامعہ تعلیم الاسلام کامپور موسی اٹک  
 مدرس اشاعت القرآن گاؤں ساماں اٹک  
 مدرس جامع مسجد کالوکلان  
 مدرس جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو  
 " " "  
 " " "  
 " " "
- (۲۱) مولانا مفتی محمود الحسن صاحب  
 (۲۲) مولانا ظہور الحق صاحب  
 (۲۳) قاری عبدالرحیم صاحب  
 (۲۴) حضرت مولانا شمس العارفین صاحب  
 (۲۵) مولانا قاری چن محمد صاحب  
 (۲۶) مولانا محمد جان صاحب  
 (۲۷) مولانا محمد نعیم صاحب  
 (۲۸) مولانا فتح محمد صاحب  
 (۲۹) مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب  
 (۳۰) مولانا محمد شعیب صاحب  
 (۳۱) مولانا نعیم معاویہ صاحب  
 (۳۲) مولانا فضل داد صاحب  
 (۳۳) مولانا قاری فتح محمد صاحب  
 (۳۴) مولانا محمد انعام صاحب  
 (۳۵) مولانا علی اکبر صاحب  
 (۳۶) مولانا شوکت صاحب  
 (۳۷) مولانا حفیظ احمد صاحب  
 (۳۸) مولانا عمر فاروق خٹک صاحب  
 (۳۹) مولانا محمد بنیامین صاحب  
 (۴۰) مولانا رضوان احمد صاحب

- (۴۱) مولانا قمر الاسلام صاحب
- (۴۲) مولانا قاری نصیر احمد صاحب
- (۴۳) مولانا محمد عزیز صاحب
- (۴۴) مولانا محمد اسماعیل صاحب
- (۴۵) مولانا محمد جمیل الرحمن صاحب
- (۴۶) مولانا محمد زبیر صاحب
- (۴۷) مولانا ضیاء الحق صاحب
- (۴۸) مولانا محمد یعقوب خان صاحب
- (۴۹) مولانا ابرار صاحب مدرس جامعہ
- (۵۰) قاری محمد ریاض صاحب
- (۵۱) مولوی حامد علی رحمانی صاحب
- (۵۲) قاری مولانا اظہار الحق صاحب
- (۵۳) مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب
- (۵۴) مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب
- (۵۵) مولانا قاری ساجد محمود صاحب
- (۵۶) مولانا قاری محمد اکرم صاحب
- (۵۷) مولانا قاری محمد الیاس صاحب
- (۵۸) مولانا محمد زبیر صاحب
- (۵۹) مولانا سبطان احمد صاحب
- (۶۰) مولانا محمد صدیق صاحب
- (۶۱) مولانا قاری نظام الدین صاحب
- مدرس مسجد سیدنا امیر معاویہ پیرداد
- خطیب مسجد شیر بہادر ڈاکٹر والی حضور
- خطیب مسجد امیر حمزہ حضور
- خطیب مکی مسجد ۲۲ ایریادہ کینٹ
- مدرس جامعہ عثمانیہ خاوانی ضلع اٹک
- تعلیم الاسلام کالمپور موسیٰ ضلع اٹک
- مفتی جامعہ عثمانیہ حفظ القرآن کامل پور موسیٰ
- خطیب بلال مسجد پٹھان کالونی حضور
- صدر مدرس درجہ کتب تکفیل القرآن ماہو
- مدرس تکفیل القرآن ماہو
- خطیب مسجد عثمانی نئی نر توپہ
- مدرس بہاء جوہر العلوم برہنہ
- مدرس جامعہ جابر بن عبد اللہ تربتوہ
- مدرس بہاء قائمیہ انوار القرآن نر توپہ

- (۶۲) مولانا محمد طاہر صاحب  
 (۶۳) مولانا عبید الرحمن صاحب  
 (۶۴) مولانا قاری سعید الرحمن صاحب مدرس مدرسہ رشیدیہ تعلیم القرآن ملک مالا  
 (۶۵) مولانا حاجی داؤد خان صاحب  
 (۶۶) مولانا محمد ادریس صاحب  
 (۶۷) حافظ محمد ادریس بن شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر مدرس مدرسہ قدیریہ مؤمن پور  
 (۶۸) مولانا محمد ثار صاحب مدرس مدرسہ معارف القرآن حسن ابدال  
 (۶۹) مولانا دوست محمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ بہبودی  
 (۷۰) قاری محمد عثمان صاحب خطیب جامع مسجد بہبودی  
 (۷۱) مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب خطیب واہ کینٹ  
 (۷۲) مولانا قاری عمر فاروق صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ جواہر العلوم برہ زئی  
 (۷۳) قاری محمد فریدون صاحب خطیب جامع مسجد امیر معاویہ حمید  
 (۷۴) مولانا عبدالغفور صاحب خطیب جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد  
 (۷۵) مولانا عبدالصبور صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد قلندر آباد ایبٹ آباد  
 (۷۶) مولانا عبدالقدوس صاحب مدرس شہباز گڑھ  
 (۷۷) سفیر اسلام علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب مدظلہ اور ان کے درج ذیل تائیدی کلمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد، ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کا فکر ہمارا بہترین رہنما ہے اور ان مخلصین پر اعتماد ہماری خوش بختی کی اساس ہے زیر نظر مسئلہ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مسئول اگلے ساتھ پاکستان کے معتمد اکابرین کے فیصلہ کے سامنے کسی قسم کی لب کشائی نہیں ہونی چاہیے حالات کاجر ہمیں ان سنگین حالات کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اس وقت امت مسلمہ کو درپیش ہیں، اللہ

ہمیں عصر حاضر کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۷۸) حافظ محمد صدیق صاحب خادم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد واہ کینٹ و ناظم اعلیٰ جامعہ اشاعت الاسلام انک

(۷۹) مولانا حافظ محمد زاہد صاحب خطیب جامع مسجد بہبودی

(۸۰) حافظ محمد عبداللہ صاحب خطیب جامع مسجد حمید

(۸۱) قاری محمد ریاض شاہ مدرسہ صدیقیہ عدل زئی

(۸۲) حافظ محمد نعمان صاحب محلہ عظیم خان حفزو ضلع انک

(۸۳) مولوی محمد زمان صاحب فاضل وفاق المدارس و اشاعت القرآن غور غشتی مقیم انگلینڈ

(۸۴) مولانا عبدالقیوم قریشی صاحب سابق خطیب جامع مسجد انک مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن راو پنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۳۹۱ھ  
۱۹۷۱ء

## قائم شدہ۔ حضرت اساتذہ کرام تاج موقوف علیہ

••• جامعہ عسکریہ اشاعت القرآن حضور •••

۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبد القدیر مؤمن پور۔ ہدایہ اول، دوم، سوم، بیضاوی، مسحۃ نجات الفکر

۲۔ حضرت مولانا عبد الرؤف مظلم شاہد حیر۔ جلالین شریف، مثنیٰ

۳۔ حضرت مولانا غلام ربانی ہزاروی المتوفی ۱۴۱۰ھ۔ تمییز حدیث شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمن کھلیپوری

فصول الجبری، کافیہ، شرح جامی، عبد الغفور، متن مثنیٰ، تقریر صغریٰ، ایسا غوجی، مرقات

شرح تہذیب قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، ملا حسن، میر زاہد، ملا جلال، ہدایہ رابع، سبوح معلقا

توضیح تلویح، سلم الثبوت، شرح عقائد، خیالی، میبذی، رسالہ قطبیہ مہدرا، سراجی، حماسہ

۴۔ حضرت مولانا عبد الغنی سواتی المتوفی ۱۴۰۲ھ۔ قانونیکہ صرف، دستور المبتدی، نظم مائتہ عامل

شرح مائتہ عامل، عبد الرسول، ہدایہ الفحو، الفیہ خلاصہ، نور الایضاح، مختصر القدوری،

کنز الدقائق، ضابطہ میراث، سراجی،

۵۔ حضرت مولانا محمد طیب صاحب سے ایک سال کافیہ و جامی مدرسہ احمدیہ میں پڑھیں،

۶۔ حضرت مولانا محمد دین صاحب المتوفی ۱۲۸۲ھ المعروف بابا بدھو والے سے

قاضی محمد اللہ، شمس بازغہ،

شیخ الحدیث مولانا محمد صابر نے ایک "نصرۃ العلوم کو جزائوالہ" میں شیخ الحدیث مولانا عبد القیوم صاحب

سے قطبی، میر قطبی، مختصر المعانی، مقامات حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی۔ ترجمہ

نیا پارے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مظلم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات فی قبر النبی ﷺ کا مطلقاً انکار کرنے والوں کی خدمت میں اکابر کی چند عبارات و بطور مثو دبا نہ گزارش ہم نے قاری محمد طیب صاحب کے فیصلہ کو تسلیم کیا ہے لیکن جو حضرات حیات فی قبر النبی ﷺ کا مطلقاً انکار

فرماتے ہیں ان سے گزارش مفتی مولانا عزیز الرحمن عثمانی مفتی اول دیوبند۔ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں **انک میت و انھم میتون** جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے اس کے بعد شہداء پھر جملہ مومنین و مومنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۶۷۷ جلد ۵) اور مزید لکھتے ہیں

ایک اور سوال کے جواب میں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ اور اتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **انک میت و انھم میتون** لہذا احکام اموات ظاہریہ سبب پر جاری ہوتے ہیں (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۷ جلد ۵)

(۲) اور مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ لکھتے ہیں ایک سوال کے جواب میں انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ اس طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ **انک میت و انھم میتون** اسکی صریح دلیل ہے۔



(محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی ص ۶۸ ج ۱) (کتاب العقائد)

مزید لکھتے ہیں ایک اور سوال کے جواب میں

حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات کو موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے

**قرآن مجید میں ہے افان مات او قتل اور انک میت وانهم میتون**

**الخ** اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانییت وغیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی۔ اور جیسے آپ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں، کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ (واللہ اعلم) (کفایت المفتی ص ۴۰۵)

اور آگے مزید لکھتے ہیں ایک اور سوال کے جواب میں

ہاں انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو ایک حیات عطا فرمائی ہے۔ جو اولیاء کی حیات سے ممتاز ہے مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔ (کفایت المفتی ص ۷۷ ج ۱)

(۳) حکیم الامت مولانا محمد شرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسم اطہر اسکے اندر موجود ہے بلکہ حضور ﷺ خود یعنی مع تلبس الروح اسکے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ (اشرف الجوب ص ۲۳۸) اور آگے لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں باقی یہ کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے پھر اسمیں نبی کی کیا تخصیص ہے۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔۔ تیسرا درجہ جو سب سے قوی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ کا ہے کہ وہ شہید کی حیات سے بھی زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اور آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔۔۔ بہر حال یہ باتفاق امت سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبر میں

زندہ رہتے ہیں اور خاص ہمارے حضور ﷺ کے بارے میں تو مخالفین بھی حیات کے معتقد ہیں۔  
 ان کو بھی حضور ﷺ کی حیات کا اقرار ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ سے ان کا اقرار معلوم ہوتا ہے۔  
 (آگے واقعہ لکھا اور آخر میں لکھا)۔ کہ مخالفین کو بھی جسم اطہر کے صحیح و سالم ہونیکا ایسا پختہ اعتقاد ہے  
 کہ کئی سو برس کے بعد بھی اس کے نکالنے کی کوشش کی اگر ان کو جسم اطہر کے محفوظ ہونیکا یقین نہ  
 ہوتا تو وہ سرنگ کیوں لگاتے۔ محض وہم و شبہ پر اتنا بڑا خطرہ کا کام کوئی نہیں کرتا وہ لوگ اہل کتاب  
 ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ نبی کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی وہ خوب جانتے ہیں کہ حضور نبی برحق تھے  
 ۔۔۔۔۔ مگر بوجہ عناد کے اقرار نہیں کرتے۔ غرض کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر موافقین و مخالفین سب  
 کے نزدیک بالاتفاق محفوظ ہے۔ (الجور ص ۱۴) (اشرف الجواب ص ۲۳۸ تا ۲۴۱)

(۴) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے (۱) احباب انبیاء  
 میں ایک خاص نوع کی حیات ہے۔ (۲) ظاہر ہے کہ حیاۃ توروح کے تعلق سے ہوتی ہے بغیر تعلق  
 روح کے حیات کا کیا مطلب؟ (معارف شیخ ص ۳۹ ج ۱)  
 (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمن کیمپورٹی والد محترم قاری سعید الرحمن صاحب فرماتے  
 ہیں۔ اس لئے جزوی اور فروعی مسائل میں جو مدارج نجات نہیں ہیں ان میں آپ تشدد اسلام کیلئے  
 نقصان دہ سمجھتے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ایک صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نبوت اور حیات لازم ملزوم ہیں۔ جس طرح  
 حکومت اور حیات میں لزوم ہے۔ جب تک بادشاہ زندہ ہے بادشاہ ہے۔ مرنے کے بعد اس کی بادشاہی ختم۔ گویا  
 حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کیلئے آپ کی حیات مانی پڑے گی اور منکر حیات منکر نبوت ہوگا اور منکر نبوت منکر  
 تو یہ ہے۔ الی آخرہ۔ حضرت مولانا نے اس قسم کے غلو اور غلط طرز استدلال پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ  
 معلوم ان مسائل میں جو مدارج نجات نہیں ہیں کیوں اتنا غلو اور تشدد کیا جاتا ہے خواہ مخواہ اختلاف کی خلیج وسیع کی جارہی  
 ہے۔

" (تجلیات رحمانی ص ۴۸۲)

(۶) مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔ **باب التضحیت عن المیت** کے عنوان کے

تحت و معنى التضحيت عن الميت اهداء الثواب له الخ۔۔

ترجمہ:- اور معنی میت کی طرف سے قربانی کا یہ ہے کہ اسکو ثواب کا ہدیہ کرنا۔ پس اگر تو کہے کہ بیشک نبی ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر میں پس یہ قربانی زندہ کی طرف سے ہوئی نہ کہ میت کی طرف سے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں پس یہ حیات دوسری ہے نہ کہ حیات دنیوی کی جس سے پس وہ میت ہیں باعتبار اس دنیوی حیات کے زندہ ہیں باعتبار حیات برزخیہ کے جو کہ مغائر ہے اس حیات کے۔ اور امام ابو داؤد نے باب قائم کیا ہے قربانی عن لمیت کے عنوان سے اور دلیل پکڑی اس حدیث سے۔  
(اعلاء السنن ص ۲۶۸)

(۷): شیخ النفسیۃ الحدیث حضرت قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں کہ ہم سماع عند قبر النبی ﷺ کے جواز کے قائل ہی نہیں بلکہ اسے اقرب الی اجابت سمجھتے ہیں جسے حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ سماع روحانی ہے۔ جیسا حضرت مدنیؒ نے لکھا ہے۔ (مسالک العلماء صفحہ ۲۴۷)  
حضرت شیخ العرب والنجہ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے روحانی سماع لکھا ہے جیسا کہ  
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ص ۲۵۴)

(۸) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی تفسیر جواہر القرآن میں معاون خصوصی مولانا سجاد بخاریؒ لکھتے ہیں کہ اور اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو قبر کے نزدیک صلاۃ و سلام کے سماع سے وہی سماع مراد ہے جسے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ روحانی سماع سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اور علامہ ابن قیمؒ جسکی اس طرح توجیہ کرتے ہیں کہ آنحضرت کی روح طیبہ کو اعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے قبر مبارک پر اشراف اور اس سے تعلق ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ زائر کا سلام سنتی اور اسکا جواب دیتی ہے۔ ترمذی صاحب کے اپنی کتاب کے (۱۳۲ اور ۱۳۳) پر

امام ابن تیمیہؒ علامہ ملا علی قاریؒ شیخ عبدالحق دہلویؒ علامہ قطب الدین دہلویؒ اور علامہ طحاویؒ کی جو عبارتیں نقل کی ہیں انکا بھی یہی محمل ہو سکتا ہے کہ قبر پر صلوٰۃ و سلام پیش کر نیوالوں کا سلام آپ بلا واسطہ ملائکہ روحانی طور پر سماعت فرماتے ہیں اور دور سے سلام بھیجنے والوں کا سلام فرشتوں کے

ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ (ص ۲۳۲، ص ۲۳۵، ص ۱۹۲، ص ۲۱۳) پر موجود ہے۔ (اتامۃ البرہان)  
تفسیر جواہر القرآن میں تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غیر معلوم الکلیفیت تعلق  
کا اثبات کرتا ہے تو وہ قابل ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد اسکی قائل ہے لیکن اس  
تعلق کے باوجود انکے مدفون فی القبور ابدان میں کسی قسم کی حرکت یا جنبش پیدا نہیں ہوتی  
(تفسیر جواہر القرآن جلد اول ص ۱۹۴)

(۹) اور حافظ القرآن والحدیث مولانا عبداللہ درخواستی فرماتے ہیں صلوٰۃ و سلام ادنیٰ آواز سے نہ  
پڑھے بلکہ نہایت ہی دھیمی آواز میں پڑھے اور دل میں یہ دھیان رکھے کہ میرے آقا میرا سلام سن  
رہے ہیں اور مجھے جواب مرحمت فرما رہے ہیں اور خوب جی بھر کر اپنے لیے اور اپنے اہل خانہ اور  
پورے عالم اسلام کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ یقیناً ایسی پاکیزہ مقدس جگہوں پر دعائیں  
قبول ہوتی ہیں۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۵۰)  
اور آگے اسی کتاب میں ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے میری موجودگی میں حضرت درخواستی سے دریافت کیا مسجد الحرام کو سعودی  
انتظامیہ ساری رات کھلا رکھتی ہے لیکن مسجد نبوی ﷺ نصف شب کے بعد بند کر دی جاتی ہے یہ  
تفاوت کیوں ہے؟ حضرت حافظ الحدیث مولانا درخواستی نے جواب میں فرمایا کہ مکہ معظمہ کی مسجد  
الحرام میں اللہ تعالیٰ کا علامتی گھر بیت اللہ شریف ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو لا تاخذه  
سنة ولا نوم الخ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند اسلیئے مسجد الحرام ساری رات کھلی رکھی جاتی  
ہے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ حجرہ نبوی ﷺ سے ملحق ہے چونکہ حضور سید المرسلین و  
خاتم الانبیاء ﷺ کی آخری آرام گاہ اور آپ کا مسکن ہے آپ کو آرام و استراحت کی بھی ضرورت  
ہے اس لئے مسجد نبوی ﷺ رات کے کچھ حصے میں تہجد تک کیلئے بند کر دی جاتی ہے حضرت: درخواستی  
کے اس مدلل جواب سے سائل کی بھی تسلسل ہو گئی اور آپ نے حضور ﷺ کی برزخی حیات  
النبی ﷺ کا مسئلہ بھی حل فرمادیا (حافظ الحدیث ۱۰)

(۱۰) شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ قبر میں مردہ کو مطلق اور کامل حیات حاصل نہیں ہوتی جیسی حیات موت سے پہلے اس کو حاصل ہوتی ہے جس سے عذاب و کلفت کا احساس ہو سکے یہی وجہ ہے کہ ہم نہ تو اس حیات کا احساس کر سکتے ہیں اور نہ اس کی پوری حقیقت کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد الخفیی (المتوفی ۱۲۰۰ھ) اپنی بے نظیر تفسیر میں شہداء کی حیات پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی ارقام فرماتے ہیں کہ --- (ترجمہ) اور اس حیات کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے اور بلاشبہ بہت سے سلف صالحین اس طرف گئے ہیں کہ حیات حقیقیہ ہے جو روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوتی ہے لیکن ہم اس دور اور حالت میں اس کا ادراک نہیں کر سکتے)۔۔۔۔۔ مطلب واضح ہے کہ قبر کی زندگی اگر مطلق اور کامل زندگی ہوتی جس طرح دنیا میں ہوتی ہے تو اس کا ادراک تو ہر شخص کر سکتا ہے مگر چونکہ وہ حیات اس معبود حیات سے متفاوت ہے اور ایک گونہ اور نوع من الحیوۃ ہے (تسکین الصدور ص ۵۷)

آگے لکھتے ہیں ص ۳۸ پر اور ہم باحوالہ پہلے علامہ سبکی کی معبود عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں اس کا بھی ذکر ہے کہ اگرچہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر میں زندگی دنیوی ہے لیکن دنیوی زندگی کے لوازمات اسلئے ضروری نہیں ہیں کہ زندگی کھانے پینے اور ایسے ہی دیگر حاجات کو مستلزم ہو بلکہ ان امور میں وہ الگ اور جدا حکم رکھتی ہے ہاں ادراک و شعور اور علم وغیرہ میں وہ دنیوی زندگی کی طرح بالفاظ دیگر ان کے ارواح طیبہ کا تعلق ان کے ابدان دنیویہ سے ہے اور دنیا کی زندگی کی طرح ادراک و شعور اور علم انکو حاصل ہے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس زندگی کو دیکھنا چائے تو اس کیلئے وہ بالکل محسوس نہیں ہو سکتی اور اس کو حضرات انبیاء کے اجسام مبارکہ ساکن ہی نظر آئیں گے کیونکہ دوسروں کے حق میں وہ غیر محسوس ہے اور اس لحاظ سے وہ دنیوی نہیں اور نہ دنیوی زندگی سے مشابہ ہے بلکہ اس معنی میں وہ برزخی اور اخروی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ **لَا نَهْ بَعْدَ مَوْتِهِ وَانْ كَانَ حَيَا فَمَی حَیَاةٍ اٰخِرَیۡہِ لَا تَشْبَہُ حَیوۃ**

**الدنيا الخ** (فتح الباری ص ۳۶ ج ۴) کیونکہ آپ وفات کے بعد اگر چہ زندہ ہیں لیکن

یہ دوسری قسم کی حیات ہے وہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ !  
**وهذه الحياة ليست دنیویة انما هی اخرویة الخ** (فتح الباری

ص ۲۰۱ ج ۲) اور یہ زندگی دنیوی نہیں بلکہ اخروی ہے آگے ص ۱۴۰ پر لکھا۔۔۔ اور پھر آگے

لکھتے ہیں کہ:- پس اگر فرض کیا جائے کہ حضرات انبیاء میں سے کسی نبی کی قبر کھل گئی تو لوگ ان کو

اسی طرح (بے حس و حرکت) دیکھیں گے جس طرح کہ عام دوسرے مردوں کو دیکھتے ہیں جن کو

زمین نہیں کھا جاتی (روح المعانی ص ۳۸ ج ۲۲)۔۔۔۔۔ یعنی اجسام مبارکہ کے صحیح

وسالم ہونے اور باوجود قبر میں ان کی حیات کے لوگ اس حیات کو محسوس نہیں کرتے سکتے اور نہ

ظاہری طور پر ان کو اس کے کچھ اثر نظر آ سکتے ہیں اور امام سیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ

حضرات انبیاء کے قبروں سے باہر نکل کر دنیا میں پھرنے اور تصرف کے قائل ہیں

(اگر چہ امام سیوطیؒ نے اجسام کے ساتھ چلنے پھرنے کا ذکر نہیں کیا ممکن ہے کہ ان کے نزدیک مثالی

اجسام یا ارواح کے ساتھ اسکی سیر ہوتی ہو بشرطیکہ کسی معقول اور قطعی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے

لیکن اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ اگر کسی ایک جگہ روح یا جسم مثالی حاضر ہو

تو دیگر مقامات میں تو وہ نہیں ہوگا اور کسی ایک جگہ میں حاضر ہونے سے ہر جگہ حاضر ہونا لازم نہیں

آتا۔

مزید لکھتے ہیں اس کتاب کے ص ۱۵۰ پر۔۔۔۔۔ حضرت نانوتویؒ اور حضرت تھانویؒ کی اس

اصریح کے پیش نظر حضرات علمائے دیوبند جہاں آنحضرت ﷺ کی حیات جسمانی یا حیات دنیوی کا

لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ آپ کی روح کا بدن دنیا سے تعلق ہے نہ یہ کہ تمام

احکامات میں حیات دنیوی ہے اور اسی طرح علامہ سمہویؒ اور امام سبکیؒ کی عبارت میں یہ بھی گزر چکا

ہے کہ کھانے اور پینے وغیرہ تمام امور میں وہ حیات دنیوی نہیں بلکہ علم و شعور اور ادراک و سماع میں

وہ دنیوی ہے (کما تر) حالانکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح

انبیاء وغیرہ بھی موجود ہیں (خزائن السنن ص ۳۷۳ ج ۱ - ص ۱۲۳ حصہ ۲)

اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح حضرات انبیاء اور حضرت عیسیٰ جسد غصری کے ساتھ بلکہ دیگر تمام مومنوں کی روحیں آسمانوں پر موجود ہیں (احسن الکلام ص ۱۸، ۱۹ ج ۲)

(۱۱) مولانا عبدالرحمن صاحب استاذ حدیث و تفسیر ناظم مجلس علمیہ حیدر آباد دکن **قیل ادخل**

**الجنة الخ (یس)** کے تحت لکھتے ہیں۔ ہے آیت بھی ان آیات میں سے ایک ہے جن

سے حیات برزخیہ کا واضح ثبوت ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد سے قیامت

تک کا زمانہ "خالص عدم یا کامل نیستی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ اس محدود زمانہ میں جسم کے بغیر روح

زندہ رہتی ہے کلام کرتی ہے اور کلام سنتی ہے (ہدایت کے چراغ یعنی سیرت انبیاء کرام ص ۱۷۲، ۱۷۳ ج ۲)

(۱۲) بندہ کے خیال میں اس مسئلہ کو جانہین نے اہمیت دیکر اتنا غلو کیا ہے کہ حدود سے بہت تجاوز کر

گئے ہے مسئلہ کی ایسی اہمیت نہ تھی کہ اس پر اختلاف اور افتراق تک نوبت آئے اور اگر کچھ اختلاف

کرنا ہی تھا تو صرف علماء تک محدود رکھنا ضروری تھا ہزاروں مسائل میں علماء کا اختلاف انظار ہے مگر

ایسے مسائل کو عام سطح پر لا کر آئمۃ المومنین کے اذہان کو مشوش کرنا مناظروں کے چیلنج دینا ایک

دوسرے کے خلاف اشتہار بازی اور پمفلٹ شائع کرنا اور اس موضوع پر جلسے قائم کر کے امت

کے شیرازہ کو اس طرح منتشر کرنا کوئی جواز نہیں رکھتا۔ علماء کا افتراق لازمی طور پر اس پر منتج ہوتا ہے

کہ عوام علماء دین سے متنفر ہو کر دین کی رہی سہی رغبت اور محبت سے ہی ہاتھ دھو بھینٹتے ہیں۔ ان

حالات کے پیش نظر اس مسئلہ پر قلم اٹھانے پر نہ عقل آمادہ ہے نہ طبعیت مطلق حیات بنص قرآن

ثابت ہے بس اس اجمال پر ایمان رکھنا فرض ہے اسکی تفصیل نہ منصوص ہے نہ اس پر ایمان رکھنا

ضروری اور نہ ہی اسکی تحقیق و تدقیق کے ہم مکلف ہیں۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ اسکی تحقیق میں پڑنا

گستاخی نہ ہو ورنہ کم از کم غیر ضروری امر میں اوقات و قوی کی تضييع کے وبال سے تو خالی نہیں۔

(مفتی رشید احمد صاحب - احسن الفتاویٰ ص ۱۹۳ اور ۱۹۲ جلد ۴)

## سماع موتی کے متعلق اکابر کی چند عبارات بطور نمونہ

(۱) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ (سماع موتی کا) مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں۔۔۔ اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۲)

(۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں چونکہ مشائخ دیوبند و سہارنپور جسطرح محدثین اور فقہاء ہیں اسی طرح صوفیاء بھی ہیں اس لئے انہیں ہر طرح کی نبائی ہے لہذا ان کی رائے یہ کہ ہر وقت تو نہیں سنتے ہاں جب اللہ تعالیٰ سنانا چاہے تو سن لیتے ہیں اور دلیل یہ کہ آیت شریفہ **انک لا تسمع الموتی** میں اسماع کی نفی ہے۔ سماع کی نہیں۔ (تقریر بخاری شریف ص ۷۳ ج ۴)

(۳) حضرت تھانویؒ الکشف میں سماع موتی کے مسئلہ پر کلام فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ البتہ عوام کا سا اعتقاد اثبات کہ اسکو حاضر ناظر متصرف مستقل فی الامور سمجھتے ہیں یہ صریح ضلالت ہے اگر اسکی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہو سکے تو انکار سماع واجب ہے۔

(اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۰ ج ۱)

(از افادات شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب)

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سند تفسیر القرآن الحکیم

قائم شدہ

۱۳۹۱ھ  
۱۹۷۱ء

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضروہ اہلک

امام اکبر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ

↑  
الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ↑  
الشیخ الشاہ محمد اسمحق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۲ھ↑  
الشیخ الشاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۶ھ↑  
الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۲۳ھ↑  
الشیخ منظر نانوتوی المتوفی ۱۳۰۲ھ↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمود حسن دیوبندی المتوفی ۱۳۳۹ھ↑  
الشیخ المفسرین مولانا حسین علی المتوفی ۱۳۶۲ھ↑  
الشیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان المتوفی ۱۳۰۰ھ↑  
الشیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری المتوفی ۱۳۸۱ھ↑  
حافظ القرآن والحدیث مولانا عبد اللہ درخوئی المتوفی ۱۳۱۵ھ↑  
مولانا حکیم محمد جان سمون والی المتوفی ۱۳۹۹ھ↑  
الشیخ عبد الغنی سواتی المتوفی ۱۳۹۹ھ↑  
حاجی محمد افسرخان↑  
ناظرہ جمال القرآن↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمد متینار صاحب↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمد صابر المتوفی ۱۳۲۲ھ

بانی و مہتمم

مولانا عبد السلام، خادم جامعہ ہذا

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضروہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۳۹۱  
۱۹۷۱

قائم شد

# سند حدیث نبوی ﷺ

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضروہ ملک

امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ

↑  
الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ

↑  
الشیخ الشاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۳ھ

↑  
الشیخ الشاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۲ھ

↑  
الشیخ منظر نانوتوی المتوفی ۱۳۰۲ھ

↑  
الشیخ مولانا خلیل احمد انیسوی المتوفی ۱۳۲۶ھ

↑  
الشیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی المتوفی ۱۲۹۷ھ

↑  
الشیخ مولانا حسین احمد مدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ

↑  
الشیخ مولانا عبد اللہ اشرفی

↑  
مفت جلیل احمد تھانوی المتوفی ۱۳۱۵ھ (لجاری ہستی)

↑  
الشیخ مولانا عبد اللہ اشرفی

↑  
الشیخ مولانا عبد اللہ اشرفی

↑  
الشیخ مولانا عبد اللہ اشرفی

↑  
الشیخ مولانا عبد اللہ اشرفی

الشیخ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری

↑  
الحافظ محمد اسماعیل عن ابیہ

↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی

↑  
جامعہ اشرفیہ لاہور (مجاہد)

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

↑  
الشیخ مولانا عبد القادر مشکوٰۃ

الشیخ الحدیث مولانا محمد صابر

↑  
بانی و مہتمم جامعہ ہذا

↑  
المتوفی ۱۳۲۲ھ

↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمد صابر

↑  
بانی و مہتمم جامعہ ہذا

مولانا عبد السلام

↑  
خادم جامعہ ہذا

↑  
الشیخ الحدیث مولانا محمد صابر

↑  
بانی و مہتمم جامعہ ہذا

↑  
المتوفی ۱۳۲۲ھ

## ملنے کا پتے

- (۱) مرکزی مسجد لالہ رخ واہ کینٹ۔ (۲) جامعہ تعلیم الاسلام کامپور موسیٰ ضلع اٹک۔
- (۳) جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ صدر راولپنڈی۔ (۴) جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو ضلع اٹک
- (۵) جامعہ قاسمیہ انوار القرآن نزتوپہ حضرو اٹک۔ (۶) دارالعلوم معارف القرآن حسن ابدال۔
- (۷) جامعہ صدیقیہ واہ کینٹ۔ (۸) مدرسہ تحفیظ القرآن ملہو۔ ضلع اٹک۔
- (۹) جامعہ جواہر العلوم برہ زئی ضلع اٹک۔ (۱۰) جامعہ اظہار العلوم غور غشتی
- (۱۱) جامعہ مسجد حنفیہ جدید قبرستان ڈھوک الہی بخش راولپنڈی
- (۱۲) جامع مسجد الکوثر ۱۳ ایف واہ کینٹ
- (۱۳) مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن خلوانی (۱۴) مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن کامل پور موسیٰ
- (۱۵) مدرسہ خدام الدین سلیم خان حضرو (۱۶) مدرسہ تعلیم القرآن لائق علی چوک واہ کینٹ
- (۱۷) مدرسہ فاروقیہ احمد نگر جی ٹی روڈ واہ کینٹ (۱۸) مسجد فاروق اعظم چاناروڈ ٹیکسلا
- (۱۹) مجمع مسجد گڑھی افغانان تحصیل ٹیکسلا